بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹھیکے پر زراعت و مزارعت کی ایک جائز صورت

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک ایکڑ زمین 6 مہینے کی مدت پر کسی کو گندم کاشت کرنے کے لیے دی، اور کہا کہ گندم کاشت کرنے کے بعد مجھے 25 من گندم یا اس وقت اتنی گندم کی جو قیمت ہوگی وہ رقم دے دینا۔ اس میں اسی زمین ہی کی گندم ہونا ضروری نہیں قرار دیا۔ تو اس مسئلے کی وضاحت فرما دیں جائز و ناجائز تمام صورتوں کی، عین نوازش ہوگی۔

سائل : محمد بابر (لاہور)

جواب

اس شخص کا سوال میں بیان کیے گئے طریقے کے مطابق معاملہ کرنا شرعاً جائز و درست ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زراعت کے لیے زمین اجرت (ٹھیکے) پر دینا جائز ہے، جبکہ کاشت کی جانے والی فصل بیان کردی جائے، یا مالکِ زمین کاشت کار کو یہ کہہ دے کہ جو چاہو کاشت کرلو۔ ہاں، اجرت مقرر کرنے میں شرعاً یہ شرط ہے کہ وہ یا تو غلے کے سوا رقم وغیرہ کسی مقرر مال سے ہو، یا اگر غلے سے ہو تو اسی زمین کی فصل سے ہونا صراحتاً یا دلالتاً طے نہ ہو، بلکہ اسی زمین کی قید کے بغیر مطلقاً مخصوص اوصاف (جیسے مونجی سپر کرنل عمدہ وخشک وغیرہ) کے بیان کے ساتھ غلے کی متعین مقدار طے کر کے ہو۔ اگرچہ بعد میں اسی زمین کی فصل سے ہی لین دین ہوجائے۔

صحیح البخاری میں حدیث مبارک ہے : ”عن رافع بن خدیج حدثنی عمای انھم کانوا یکرون الارض علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بماینبت علی الاربعاء او شيء یستثنیہ صاحب الارض فنھي النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلک فقلت لرافع فکیف ھی بالدینار والدرھم؟ فقال رافع : لیس بھا باس بالدینار والدرھم۔“ ترجمہ : حضرت سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے دو چچاؤں نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں زمین اس غلے کے عوض کرائے پر دیتے تھے جو نہروں کے کناروں والی زمین پر پیدا ہوتا تھا، یا زمین کا مالک اس پیداوار میں سے کچھ (مثلاً تہائی یا چوتھائی) کا استثنا کرلیتا تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا : زمین درہم ودینار (یعنی رقم) کے عوض کرائے پر دینا کیسا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ان کے بدلے اس میں حرج نہیں۔ (صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 108، الحدیث 2346، دار طوق النجاۃ، مصر)

علامہ نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”وقال الشافعی وابو حنیفة وکثیرون تجوز اجارتها بالذهب والفضة وبالطعام و الثیاب وسائر الاشیاء، سواء کان من جنس مایزرع فیها أم من غیره.“ ترجمہ: امام شافعی و امام ابو حنیفہ اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک زمین کا اجارہ سونے چاندی، غلے، کپڑوں اور دوسری تمام چیزوں کے عوض جائز ہے؛ خواہ وہ معاوضہ اسی جنس سے ہو جو اس زمین میں کاشت کی گئی، یا اس کے علاوہ کسی اور جنس سے ہو۔ (شرح صحیح مسلم للنووی، جلد10، صفحہ 191، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

"الحجۃ علی اھل المدینہ" میں ہے: ”وقال محمد مابأس بذلك أن یستأجر الرجل الارض الْبَیْضَاء بشيء معلوم وان کان ممَّا تخرجه الأرض اذالم یشترط مِمَّا تخرجه الأرض.“ ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوری زمین کسی معین شے کے بدلے اجرت پر لینے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ وہ اجرت اسی زمین سے نکلنے والی شے سے ادا کی جائے، بشرطیکہ اس زمین کی کاشت میں سے ہونے کی شرط نہ ہو۔ (الحجۃ علی اھل المدینۃ، جلد4، صفحہ 185، عالم الکتب، بیروت)

رقم کی طرح غلہ بھی بطور اجرت مقرر کرسکتے ہیں، جبکہ اسی کھیت کی کاشت سے ہونے کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ چنانچہ العقود الدریہ میں ہے: ”سئل قارئ الهدایة هل یجوز استئجار أرض للزراعة بکذا إردب غلة أم لا؟ فأجاب: نعم! یجوز إذا کانت الأجرة مشارا إلیها أو موصوفة فی ذمته ولا تکون من الغلة التی تخرج من زرع الأرض المستأجرة.“ ترجمہ: قاریٔ الہدایہ سے سوال کیا گیا کہ کاشت کرنے کیلئے زمین غلے کے ایک اِرْدَب (یعنی 24 صاع کے ایک بڑے پیمانے) کے عوض اجارہ پر لینا جائز ہے یا نہیں؟ تو ارشاد فرمایا: جائز ہے؛ جبکہ کسی موجود غلے کی طرف اشارہ کرکے، یا غلے کے اوصاف بیان کرکے ہو، مگر وہ غلہ اسی ٹھیکے پر لی زمین کی کاشت سے ہونے کی شرط پر نہ ہو۔ (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، کتاب الاجارہ، جلد2، صفحہ 110، دارالمعرفہ بیروت)

کنز العمال میں ہے: ”نهی عن عسب الفحل وقفیز الطحان.“ ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نَر جانور کی جفتی کی اجرت اور قفیز طحان سے منع فرمایا ہے۔ (کنز العمال، جلد4، صفحہ 84، مؤسسۃ الرسالۃ)

قفیز طحان کی تعریف کرتے ہوئے محیط برہانی میں ہے: ”جعل الأجر بعض مایحدث من عمله.“ ترجمہ: اجیر یا مزدور کے کام سے نکلنے والی چیز میں سے بعض حصہ اجرت مقرر کرنا۔ (المحیط البرھانی، کتاب الاجارات، جلد7، صفحہ 473، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اگر زمین کاشتکاری کے لیے ٹھیکے پر دینے کی صورت میں اجرت اسی فصل سے مقرر کی جائے تو یہ قفیز طحان کی صورت اور ناجائز ہے۔ اس کے کئی نظائر کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ جیسا کہ بمسوط سرخسی میں ہے: ”أنه استأجره لیجعل أرضه بستانا بآلات نفسه، علی أن یکون أجره نصف البستان الذي یظهر بعمله وآلاته، وذلك في معنی قفیز الطحان فیکون فاسدا.“ ترجمہ: کسی نے دوسرے کو اس کام پر اجیر مقرر کیا کہ وہ اپنے اوزاروں سے زمین میں باغ اگائے، اس شرط پر کہ اس کے کام اور اوزاروں سے جتنا بھی باغ ظاہر ہوگا اس میں سے آدھا حصہ اگانے والے کو بطور اجرت ملے گا۔ تو یہ قفیز طحان کے معنی میں ہوگا اور عقد فاسد قرار پائے گا۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب المزارعۃ، جلد23، صفحہ 105، دارالمعرفۃ، بیروت)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "زمین کو زراعت کے لئے اُجرت پر دینا جائز ہے؛ جب کہ یہ بیان ہو جائے کہ اُس میں کیا چیز بوئی جائے گی، یا مزارع سے کہہ دے کہ جو تو چاہے بولیا کر۔ اگر ان چیزوں کا بیان نہیں ہوگا تو منازعت ہوگی؛ کیوں کہ زمین کبھی زراعت کے لئے اجارہ پر دی جاتی ہے کبھی دوسرے کام کے لئے، اور زراعت سب چیزوں کی ایک قسم نہیں کہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو۔ بعض چیزوں کی زراعت زمین کے لئے مفید ہوتی ہے اور بعض کی مضر ہوتی ہے۔ اگر ان چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا تو اجارہ فاسد ہے۔ مگر جب کہ اُس نے زراعت بودی تو اب صحیح ہو گیا کہ کام کر لینے سے وہ جہالت جو پیدا ہو گئی تھی جاتی رہی، اور مستاجر پر اُجرت واجب ہو گئی۔" (بہار شریعت، جلد3، حصہ14، صفحہ124، مکتبۃ المدینہ)

اسی میں ہے: "**اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اُسی میں سے اتنا تم اُجرت میں لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے۔** مثلاً کپڑا بُننے کے لیے سوت دیا اور یہ کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اُجرت میں لے لینا، یا غلہ اُٹھا کر لاؤ اُس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا، یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اُس میں سے اتنا اُجرت میں دیا جائے گا، یو ہیں بھاڑ میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ اُن میں سے اتنے بھنائی میں دیے جائیں گے؛ یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔ ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت میں دینا ہے اُس کو پہلے سے علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اُجرت ہے۔ مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بُن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے، یا غلہ اُٹھانے والے کو اُسی غلہ میں سے نکال کر دے دیا کہ یہ مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے۔ بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں۔ اسی طرح سب صورتوں میں کیا جا سکتا ہے۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دو سیر غلہ مزدوری دیں گے، یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے۔ پھر اگر اُسی میں سے دے دے جب بھی حرج نہیں۔"
(بہار شریعت، جلد3، حصہ14، صفحہ149، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد نور المصطفیٰ عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتویٰ نمبر: JTL-2570

تاریخ اجراء: 07 جمادی الآخرہ 1447ھ/29 نومبر 2025ء